باب دہم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کی تعریف

خارجہ پالیسی کسی بھی ملک کی پالیسیوں کے اُس حصے کا نام ہے جس میں کوئی ملک دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات استوار کرتا ہے۔ یہ تعلقات ہر ملک اپنے قومی مفادات کو مدِ نظر رکھ کر بناتا ہے، جو وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہو سکتے ہیں، کیونکہ خارجہ تعلقات کا یہ بنیادی اُصول ہے کہ کسی بھی ملک کا کوئی مستقل دوست یا دشمن نہیں ہوتا بلکہ اُس کے قومی مفادات مستقل اور اہم ہوتے ہیں۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی نکات

پاکستان کی خارجہ پالیسی ملکی مفادات اور ترجیحات کو مدِ نظر رکھ کر بنائی گئی ہے۔ اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ پاکستان خارجہ پالیسی میں تبدیلیاں لاتا رہتا ہے تاہم پاکستان کے راہنماؤں نے قومی مفادات کو سامنے رکھ کر خارجہ پالیسی کے چند بنیادی اصول وضع کیے ہیں۔ ان بنیادی اصولوں میں درج ذیل اہم ہیں:-

1۔ اپنی آزادی اور خودمختاری کا تحفظ
2۔ دوسروں کی آزادی، خودمختاری اور اقتدارِ اعلیٰ کا احترام۔
3۔ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی سے احتراز۔
4۔ بین الاقوامی تعلقات میں غیر جانبداری کے اُصول کی پابندی۔
5۔ اقوامِ متحدہ کے منشور پر سختی سے عمل۔
6۔ دُنیا میں بنیادی انسانی حقوق، امن اور آشتی کو فروغ دینا۔
7۔ نسلی امتیاز کی مخالفت اور حقِ خودارادیت کی حمایت۔

8۔ منصفانہ بین الاقوامی معاشی نظام کا قیام۔
9۔ تمام مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ اور اتحاد عالم اسلام
10۔ جنوبی ایشیا میں بہتر تعلقات استوار کرنا اور اس خطہ میں امن وسلامتی کا فروغ

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد

پاکستان 14، اگست 1947ء کو معرضِ وجود میں آیا اور برطانوی ہندوستان سے خارجہ پالیسی کو ورثے میں پایا۔ البتہ آزادی کے بعد نظریہ پاکستان اور تحریکِ پاکستان کے مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی کی تشکیلِ نو کی گئی۔
پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:-

ا۔ قومی سلامتی

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم مقصد قومی سلامتی و تحفظ ہے۔ پاکستان دُنیا کے نقشے پر نیا نیا اُبھرا تھا اور ضرورت تھی کہ اس کی سلامتی اور تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔ لہٰذا پاکستان نے ملکی سلامتی کو خارجہ پالیسی کی بنیاد بنایا اور بیرونی ممالک کے ساتھ تعلقات میں قومی سلامتی کو ہمیشہ اہمیت دی۔ آج بھی پاکستان کی خارجہ پالیسی میں قومی سلامتی بنیادی نصب العین ہے۔ پاکستان دوسرے ممالک کی علاقائی سالمیت کا احترام کرتا ہے اور دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ بھی پاکستان کی قومی سلامتی کا احترام کریں۔

۲۔ معاشی ترقی

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور معاشی طور پر اپنی ترقی چاہتا ہے۔ لہٰذا پاکستان اُن تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ تجارت کر کے یا جن سے معاشی مدد حاصل کر کے معاشی طور پر ترقی کر سکے۔ نئے اقتصادی رجحانات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں اہم تبدیلیاں کی ہیں۔ خصوصاً آزاد تجارت، آزاد اقتصادیات اور نجکاری کو اپنایا ہے۔

۳۔ نظریاتی تحفظ

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اس کی بنیاد نظریہ پاکستان یا نظریہ اسلام پر ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہے۔ پاکستان کا استحکام بھی نظریہ پاکستان کے تحفظ میں مضمر ہے۔ یہ اپنے نظریے کا تحفظ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کر کے ہی کر سکتا ہے۔ لہٰذا پاکستان نے ہمیشہ اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کیے ہیں۔ اس کے تینوں دساتیر میں اسلامی ملکوں کے ساتھ قریبی تعلقات پر زور دیا گیا ہے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کی تنظیم (.O.I.C) اور اقتصادی تعاون (.E.C.O) کی تنظیم کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ذرائع

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے مندرجہ ذیل ذرائع ہیں:۔

۱۔ انتظامی تکون

انتظامی تکون سے مراد قومی سطح کے تین اہم انتظامی عہدے، صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان اور فوج کا سربراہ ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں انتظامی تکون اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ تکون پاکستان کی خارجہ پالیسی کو منظور یا نامنظور کر سکتی ہے۔ موجودہ پالیسی میں تبدیلی لا سکتی ہے یا پالیسی کو بالکل مختلف سمت میں چلا سکتی ہے، لیکن سابقہ پالیسی سے ہٹنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ انتظامی تکون عام طور پر سابقہ خارجہ پالیسی کو مدِ نظر ضرور رکھتی ہے یا نئی پالیسی تشکیل دیتے ہوئے بیرونی ممالک سے کیے گئے وعدوں سے منحرف نہیں ہو سکتی۔

۲۔ وزارتِ خارجہ

پاکستانی وزارتِ خارجہ، خارجہ پالیسی تشکیل دیتے ہوئے بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وزارتِ خارجہ میں عام طور پر خارجہ پالیسی کے ماہرین اور اعلیٰ پایہ کے بیوروکریٹ ہوتے ہیں۔ یہ خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد اور

اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی تیار کرتے ہیں۔ یہ خارجہ پالیسی کی ترجیحات کو سامنے رکھتے ہوئے پالیسی کے منصوبے و پروگرام بناتے ہیں۔ خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں انتظامی تکون کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ نئی آئینی تبدیلیوں کے مطابق نیشنل سیکیورٹی کونسل اس انتظامی تکون کا نعم البدل بنتی جا رہی ہے۔

۳۔ خفیہ ادارے

پاکستانی خفیہ ادارے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے سلسلے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ادارے دوسرے ممالک کی خارجہ پالیسیوں کے مقاصد کے متعلق مکمل اطلاعات فراہم کرتے ہیں جن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پاکستان اپنی خارجہ پالیسی تشکیل دیتا ہے۔

۴۔ سیاسی جماعتیں و پریشر گروپ

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ضمن میں پاکستان کی سیاسی جماعتیں اور پریشر گروپ بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں اپنے منشور میں خارجہ پالیسی کو خاص جگہ دیتی ہیں۔ اگر وہ انتخاب جیت جائیں تو اپنے نقطہ نظر کو خارجہ پالیسی میں پیشِ نظر رکھتی ہیں۔ اسی طرح پریشر گروپ بھی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور حکومت کو خارجہ پالیسی کی ترجیحات کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلنے پر مجبور کرتے ہیں

۵۔ پارلیمنٹ

وزارتِ خارجہ انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق خارجہ پالیسی تشکیل دیتی ہے اور بعض اوقات قومی اسمبلی اور سینیٹ کے سامنے منظوری کے لیے پیش کرتی ہے۔ بحث و تمحیص کے بعد پارلیمنٹ عام طور پر طے شدہ خارجہ پالیسی کی منظوری دیتی ہے یا اس میں مناسب تبدیلیوں کی سفارش کرتی ہے۔

پاکستان کے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات

1. پاکستان چین تعلقات

پاکستان اور چین کے تعلقات ابتداء ہی سے دوستانہ رہے۔ کمیونسٹ انقلاب کے بعد چین کو ابتدائی دنوں میں بین الاقوامی سطح پر کافی سفارتی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن پاکستان نے ہمیشہ چین کی سفارتی تائید کی اور پاکستان نے چین کو اقوامِ متحدہ کا رکن بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

اگرچہ 1950ء کی دہائی میں پاکستان اور چین کے درمیان سرحدی تنازعہ ابھر کر سامنے آیا مگر دونوں ممالک نے خوش اسلوبی کے ساتھ اس تنازعے کو "پاکستان چین سرحدی معاہدے" کے ذریعے حل کر لیا۔

چین اور پاکستان مختلف قسم کے دفاعی، زرعی، ترقیاتی اور صنعتی منصوبوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ دفاعی شعبے میں مشترکہ لڑاکا ہوائی جہاز (JF-Thunder-17) بھی تیار کر رہے ہیں جب کہ چین ہی کے تعاون سے پاکستان کی دوسری بڑی

بندرگاہ گوادر پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔ ان تعلقات کو مزید تقویت دینے کی غرض سے چین کے وزیرِاعظم وین جیاباؤ (Wen Jiabao) اپریل 2005ء میں پاکستان کے دورے پر آئے۔ اس دورے کے دوران دونوں ممالک نے 22 مختلف قسم کے معاہدوں پر دستخط کیے۔

2. پاکستان اور بھارت کے تعلقات

قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک پاکستان اور بھارت کے تعلقات خوشگوار خطوط پر استوار نہیں ہو سکے۔ دونوں ممالک کے درمیان مسئلہ کشمیر وجہ تنازعہ ہے۔ اس پر اب تک تین جنگیں 1948ء، 1965ء اور 1971ء میں ہو چکی ہیں۔ قیامِ پاکستان کے وقت بھارت نے پاکستان کے لیے کئی مسائل پیدا کیے۔

1960ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان پانی کے مسئلے کے حل کے لیے سندھ طاس معاہدے پر دستخط ہوئے۔ عالمی بینک اور دیگر ممالک کی مدد سے منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچا، لیکن بھارت نے اپنے حصے کی رقم دینے سے انکار کر دیا۔

1971ء میں بھارت نے مشرقی پاکستان میں علیحدگی پسند عناصر کی مدد کی جس کی وجہ سے بنگلہ دیش وجود میں آیا۔ اس کے بعد پاکستان اور بھارت کے درمیان شملہ کے مقام پر ایک معاہدہ ہوا جسے شملہ معاہدہ کہتے ہیں۔ اس معاہدے کی رُو سے پاکستان اور بھارت نے اپنے اختلافات کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کا اعلان کیا۔

شملہ معاہدہ سے پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری آئی اور محدود پیمانے پر تجارت اور مسافروں کی آمدورفت شروع ہو گئی۔ اس کے علاوہ 1980ء میں جنوبی ایشیا کی علاقائی تعاون کی تنظیم "سارک" (SAARC) کے دائرہ میں دونوں ملکوں میں تعاون بڑھانے کی کوشش کی گئی، جس کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکل سکا۔ پاکستان ہمیشہ سے اختلافی اُمور کو حل کرنے کے لیے بھارت کو مذاکرات کی دعوت پر زور دیتا رہا ہے لیکن بھارت نے ہمیشہ ٹال مٹول سے کام لیا ہے۔

1988ء میں "سارک" کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کو ملنے کا موقع ملا جس میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کے مطابق دونوں ممالک ایک دوسرے کے جوہری مراکز پر حملہ نہ کرنے کے پابند ہوئے۔

1989ء میں کشمیری مجاہدین نے بھارت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو بھارت نے پاکستان کو موردِ الزام ٹھہرانا شروع کر دیا۔ پاکستان نے ہندوستان سے کشمیریوں کو حقِ خودارادی دینے کا مطالبہ کیا جس سے بھارت نے مکمل چشم پوشی کی۔

1990ء میں پاکستان اور بھارت کے تعلقات میں کچھ بہتری ہوئی۔ باہمی تجارت اور لوگوں کی آمدورفت بڑھی۔ یہ تعلقات ایک محدود حد سے آگے نہ بڑھ سکے کیونکہ بھارت مسئلہ کشمیر کو منصفانہ طور پر حل نہیں کرنا چاہتا۔ پاکستان اب بھی اپنے اس منصفانہ موقف پر قائم ہے کہ مسئلہ کشمیر بین الاقوامی برادری کی منظور کی گئی اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کے مطابق مظلوم کشمیریوں کی رائے کے ذریعے حل کیا جائے۔ اب اُمید کی جاتی ہے کہ ان دونوں ممالک کے درمیان تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔

14 جولائی تا 17 جولائی 2001ء کو پاکستان کے صدر پرویز مشرف اور بھارت کے وزیرِ اعظم اٹل بہاری واجپائی کے درمیان ہونے والی اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس آگرہ میں ہوئی۔ جس کا پاکستان اور بھارت کے علاوہ دُنیا بھر میں زبردست شہرہ رہا۔ صدر پاکستان نے مسئلہ کشمیر کا موقف بڑی عمدگی اور جرأت کے ساتھ پیش کیا۔ جس کو پوری دنیا نے سراہا لیکن یہ تین روزہ مذاکرات بغیر حتمی فیصلے کے ختم ہو گئے۔

جنوری 2004ء میں سارک کانفرنس (اسلام آباد) کے دوران صدر پاکستان اور بھارت کے وزیرِ اعظم کے درمیان مذاکرات ہوئے اور کئی سمجھوتے طے پائے اور مذاکرات کو جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا۔ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ستمبر 2004ء کے موقع پر صدر پاکستان اور بھارت کے وزیرِ اعظم کے درمیان ملاقات ہوئی اور مذاکرات جاری رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا جس کے نتیجے میں دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ و سیکریٹری خارجہ کی ملاقاتیں جاری ہیں۔

3۔ پاکستان ایران تعلقات

ایران ہمارا مسلمان پڑوسی ملک ہے جس کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں کے تعلقات صدیوں پر محیط ہیں۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد ایران سب سے پہلا ملک تھا جس نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ پاکستان اور ایران کے تعلقات بہت گہرے اور دوطرفہ مفادات پر قائم ہیں یہی وجہ ہے کہ دونوں ممالک ابتداء ہی سے مختلف قسم کے علاقائی اور بین الاقوامی معاہدوں کے مشترکہ رکن رہے ہیں جن میں درج ذیل قابلِ ذکر

ہیں۔

علاقائی تعاون برائے ترقی (Regional Cooperation for Development)

اس تنظیم کا قیام جولائی 1964ء کو وجود میں آیا۔ پاکستان اور ایران کے علاوہ اس تنظیم میں ترکی بھی شامل تھا۔ انقلابِ ایران کے بعد اس تنظیم کا نام 1984ء میں تبدیل کر کے ''اقتصادی تعاون کی تنظیم'' (Economic Co-operation Organization - ECO) رکھا گیا۔ ECO کے اغراض و مقاصد میں اقتصادی، فنی اور ثقافتی شعبوں میں باہمی اشتراک کے لیے مؤثر اقدامات قرار پائے۔ 1992ء میں کمیونسٹ سویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد جب وسطی ایشیاء کی مسلمان ریاستیں تاجکستان، ازبکستان، کرغیزستان، تُرکمانستان اور قازقستان آزاد ہوئیں تو اُن ممالک کے ساتھ ساتھ افغانستان کو بھی ECO کی رُکنیت دے دی گئی۔

پاکستان اور ایران نے مختلف اوقات میں ایک دوسرے کی بھرپور مدد کی ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان جب دو مواقع 1955ء اور 1963ء پر سفارتی تعلقات منقطع ہوئے تو ایران ہی کی کوششوں سے یہ تعلقات بحال ہوئے۔ اس کے علاوہ 1965ء اور 1971ء کی پاکستان اور بھارت کی جنگوں کے دوران بھی ایران نے پاکستان کی اخلاقی اور سفارتی مدد کی۔

اسی طرح پاکستان نے بھی مشکل اوقات میں ایران کی مدد کی کوشش کی۔ جب ایران کے مصر کے ساتھ تعلقات کشیدہ تھے تو پاکستان نے تعلقات کی بحالی کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اسی طرح ایران عراق جنگ کے دوران پاکستانی قیادت نے کئی بار جنگ بندی کی غرض سے دونوں ممالک کے دورے کیے۔ پاکستان اور ایران نے دوسرے دوست ممالک کے ساتھ مل کر 1997ء میں ایک اور تنظیم ڈی-ایٹ (D-8) کی بنیاد رکھی۔ 1998ء میں جب پاکستان نے اپنی جوہری صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تو دُنیا کے مختلف ممالک نے پاکستان پر پابندیاں عائد کیں تو اس مشکل وقت میں ایران نے پاکستان کو مختلف شعبوں میں مدد فراہم کی۔ اگرچہ پاکستان اور ایران کے درمیان مختلف اوقات میں معمولی اختلافات بھی پیدا ہوئے لیکن دونوں ممالک کے مضبوط مذہبی اور دوستانہ رشتوں نے ان پر جلد قابو پالیا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دونوں ممالک کے درمیان مثالی تعلقات قائم ہیں۔

4. پاکستان-امریکہ تعلقات

پاکستان کی شروع ہی سے یہ خواہش تھی کہ دُنیا کے تمام ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرے چونکہ پاکستان اقتصادی لحاظ سے کمزور تھا لہٰذا اُس کی کوشش تھی کہ وسائل سے مالا مال ممالک کے ساتھ قریبی دوستانہ تعلقات قائم کرے۔ انھی اصولوں کو سامنے رکھ کر پاکستان نے امریکہ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اگرچہ شروع میں امریکہ نے زیادہ گرم جوشی نہیں دکھائی تاہم 1949ء میں چین کے کمیونسٹ انقلاب نے امریکہ کو پاکستان کی طرف بڑھنے پر مجبور کر دیا۔

1950ء کی دہائی پاکستان اور امریکہ کے تعلقات میں بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس دہائی میں پاکستان امریکی بلاک میں شامل ہوگیا اور امریکہ کے زیر سایہ بننے والی سیٹو (SEATO) اور سینٹو (CENTO) کا رکن بھی بن گیا۔ ان معاہدوں کی رُو سے امریکہ نے خفیہ جاسوسوں کی پاکستان کی سرزمین پر تقرری کا حق حاصل کر لیا اور یوں پشاور کے قریب بڈھ بیر کے مقام پر ایک ہوائی فوج کی چھاؤنی بنادی۔

بعد میں چند واقعات اور امریکہ سے وابستہ توقعات میں ناکامی نے صدر ایوب خان کو اپنی امریکہ سے متعلق خارجہ پالیسی پر نظرِ ثانی کرنے پر مجبور کر دیا۔ صدر ایوب خان نے نہ صرف امریکہ کو اپنی چھاؤنیاں بند کرنے کا حکم دیا بلکہ دونوں عالمی طاقتوں (امریکہ اور سوویت یونین) سے برابری کی پالیسی (Bilateralism) بھی اپنائی۔ 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں کے دوران امریکہ نے پاکستان کی کوئی مدد نہیں کی بلکہ پاکستان پر اسلحہ بھی بند کر دیا چونکہ پاکستان کا زیادہ تر اسلحہ امریکہ سے خریدا گیا تھا لہٰذا امریکی بندش نے پاکستان کی افواج کو زیادہ نقصان پہنچایا۔

1979ء کے اسلامی انقلاب ایران اور کمیونسٹ فوجوں کی افغانستان میں مداخلت نے ایک دفعہ پھر امریکہ کو پاکستان کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا۔ افغانستان میں کمیونسٹ فوجوں کی مداخلت پاکستان کی سلامتی کے لیے بھی خطرہ تھی۔ لہٰذا دونوں ممالک نے اپنے اپنے مفادات کی خاطر سوویت یونین کی افغانستان میں مداخلت کے خلاف اتحاد کر لیا۔

اکیسویں صدی کے اس نئے دور میں پاکستان اور امریکہ ایک دفعہ پھر دوستی کی راہوں پر گامزن ہیں اگرچہ پاکستان کے بہت سارے تجزیہ نگار اب بھی ان تعلقات کو ایک عارضی دور سمجھتے ہیں

لیکن امریکی حکومت کے عہدیداروں نے کئی بیانات دیے ہیں جن میں اُنھوں نے بار بار کہا ہے کہ اس دفعہ امریکہ پاکستان کے ساتھ مستقل بنیادوں پر تعلقات برقرار رکھے گا۔ مستقبل میں جو بھی ہو ایک بات بڑی واضح ہے اور ہم سب کو سمجھنا چاہیے کہ بین الاقوامی تعلقات میں نہ تو کوئی مستقل دوست ہوتا ہے اور نہ ہی دشمن۔ مستقل رہنے والی چیز صرف قومی مفادات ہوتے ہیں۔

5. پاکستان افغانستان تعلقات

افغانستان ہمارے پڑوس میں دوسرا اسلامی ملک ہے جس کے ساتھ پاکستان نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی اور ثقافتی رشتوں میں بھی منسلک ہے۔ تاہم باوجود ان تمام رشتوں کے پاکستان بننے کے بعد افغانستان کے ساتھ تعلقات کی ابتداء دوستانہ ماحول میں نہ ہو سکی۔ بلکہ افغانستان وہ واحد ملک تھا جس نے اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی ممبر شپ کی مخالفت کی۔ تاہم پاکستان نے افغانستان کو بین الاقوامی تجارت کے لیے راہ داری (Transit) کی سہولت فراہم کی۔

پاکستان اور افغانستان کے تعلقات میں 1978ء کے افغان کمیونسٹ انقلاب نے مزید پیچیدگیاں پیدا کیں جب افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب (جسے ثور انقلاب Saur Revolution کہا گیا) آیا اور افغان عوام نے اس کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کی تو پاکستان نے اسلامی جذبے اور ملکی مفاد کی خاطر افغان عوام کی پُرجوش حمایت کی۔ لاکھوں کی تعداد میں افغان مہاجرین کو ملک میں پناہ دی اور اُن کا ہر طرح سے خیال رکھا۔

1992ء میں جب افغان مجاہدین نے افغانستان میں حکومت قائم کی تو پاکستان اُن چند ممالک میں سے تھا جنھوں نے نئی حکومت کو تسلیم کیا اور اُس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کیے۔ تاہم جلد ہی افغان مجاہدین

کے درمیان خانہ جنگی شروع ہوئی۔ پاکستان نے افغان مجاہدین کے درمیان امن قائم کرنے کے لیے کئی کوششیں کیں لیکن یہ کوششیں نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئیں۔ آخر کار 1996ء میں طالبان نے کابل فتح کیا تو پاکستان پہلا ملک تھا جس نے نئی حکومت کو تسلیم کیا اور اُن سے سفارتی تعلقات قائم کیے۔ 11 ستمبر (2001ء) کے واقعات کے بعد امریکہ نے حملہ کر کے طالبان حکومت کا خاتمہ کر دیا اور ان کی جگہ حامد کرزئی کی حکومت قائم ہوئی۔

پاکستان نے حسبِ سابق کرزئی حکومت کو بھی تسلیم کیا اور اُس سے سفارتی تعلقات قائم کیے۔ حامد کرزئی چونکہ بذاتِ خود پاکستان کے دوست ہیں اور پھر پاکستان نے ہمیشہ حامد کرزئی کی حکومت کی حمایت کی لہٰذا اب پاکستان اور افغانستان کے درمیان بہت اچھے تعلقات استوار ہو گئے ہیں۔

پاکستان سعودی عرب تعلقات

پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات بہت دیرینہ ہیں۔ سعودی عرب کی حکومت نے تحریکِ پاکستان کے دوران بھی مسلم لیگ اور مسلمانوں کی بھرپور حمایت کی اور جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو سعودی عرب کے عوام اور حکومت نے پاکستان کے قیام پر خوشیاں منائیں۔ سعودی عرب اُن چند ممالک میں سے ایک ہے جنھوں نے ابتداء ہی میں پاکستان کو تسلیم کیا۔

پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان خوشگوار تعلقات وقت کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتے گئے اور جب بھی پاکستان کو کوئی مسئلہ درپیش ہوا، سعودی عرب نے ہمیشہ پاکستان کی سفارتی، اخلاقی اور معاشی مدد کی۔ ان تعلقات کو صدر جنرل ضیاء الحق کے دور میں مزید تقویت حاصل ہوئی۔ اس کی خاص وجہ ضیاء الحق اور سعودی عرب کے شاہی خاندان میں ذاتی تعلق بھی تھا۔ جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں سعودی عرب نے پاکستانی ملازمت پیشہ افراد کے لیے ہزاروں ویزے جاری کیے اور پاکستان میں کئی اہم منصوبے شروع کیے۔ سعودی عرب ہی کی

مالی اعانت سے اسلام آباد میں شاندار فیصل مسجد اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی بھی قائم کی گئی ہے۔

سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان فوجی تعاون بھی برقرار ہے۔ پاکستان سعودی عرب کو دفاع کے شعبے میں مختلف قسم کی اعانت دیتا رہتا ہے۔ 1998ء میں جب پاکستان نے ایٹمی تجربہ کیا اور بین الاقوامی برادری نے پاکستان پر کئی قسم کی پابندیاں لگائیں تو سعودی عرب نے پاکستان کے معاشی مسائل کو کم کرنے کے لیے کئی سال تک کروڑوں کا تیل مفت فراہم کیا۔ اکیسویں صدی کی ابتداء ہی سے بین الاقوامی برادری، سعودی عرب اور پاکستان کو بین الاقوامی دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑا۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سعودی عرب اور پاکستان کے درمیان مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

8، اکتوبر 2005ء کو پاکستان میں جو تباہ کن زلزلہ آیا اور بے انتہا جانی و مالی نقصان ہوا۔ اُس مشکل وقت میں سعودی عرب نے بڑھ چڑھ کر مدد کی۔

بین الاقوامی حالات کا جائزہ - پاکستان کے خارجہ تعلقات کی کامیابیاں اور ناکامیاں

دوسری جنگِ عظیم کے بعد بین الاقوامی سیاست میں سرد جنگ کا آغاز ہوا اور دُنیا دو مخالف اتحادی بلاکوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک کو سرمایہ دارانہ یا مغربی اتحاد اور دوسرے کو اشتراکی (کمیونسٹ) یا مشرقی اتحاد کا نام دیا گیا۔ پہلے بلاک کا سربراہ امریکہ جبکہ دوسرے کا روس تھا۔ ایک طویل سرد جنگ کے بعد دسمبر 1991ء میں سوویت یونین (کمیونسٹ روس) کا خاتمہ ہوا اور یوں دُنیا میں امریکہ واحد سُپر پاور رہ گیا۔

بین الاقوامی سیاست کے اس نئے رُخ نے امریکہ کو فیصلہ کُن کردار بخش دیا جس کی وجہ سے امریکہ مخالف قوتوں اور ممالک کو سخت دُشواریاں لاحق ہوئیں کیونکہ ان نئے حالات میں امریکہ کسی بھی مخالفت کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ان حالات میں خاص طور پر مسلمان ملکوں کو کافی دُشواریاں درپیش ہوئیں۔

11، ستمبر 2001ء میں امریکہ پر خود کش حملوں کی وجہ سے افغانستان، امریکہ اور اُس کے اتحادی ملکوں کا نشانہ بنا اور 2003ء میں عراق پر حملہ کیا گیا۔ عراق پر حملے سے پہلے اقوام متحدہ کے مختلف فورم (Forum) پر امریکہ ہی کے اتحادی ممالک فرانس اور جرمنی نے عراق پر امریکی حملے کی سخت مخالفت کی۔ جس کی وجہ سے ان ممالک کے ساتھ امریکہ کے تعلقات کافی حد تک کشیدہ ہوئے لیکن باوجود اس مخالفت کے عراق امریکی حملے کا شکار ہوا۔ امریکہ کے ایران کے ساتھ اسلامی انقلاب کے وقت سے تعلقات خراب ہیں

امریکہ کی کوشش ہے کہ کسی طرح ایران کی اسلامی حکومت کا خاتمہ کردے۔

ان نئے حالات میں پاکستان کی خارجہ پالیسی میں بھی انقلابی تبدیلیاں ظہور پذیر ہوئیں۔ جب 11 ستمبر 2001ء میں امریکہ پر خودکش حملوں کے بعد امریکہ اور اُس کے اتحادی ممالک کی طرف سے افغانستان میں طالبان حکومت پر دباؤ بڑھا تو پاکستان نے بھی طالبان حکومت کا ساتھ چھوڑ دیا، اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے امریکہ اور اُس کے اتحادی ممالک کے ساتھ شریک ہوگیا۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کشمیر کے محاذ پر بھی کافی دباؤ کا شکار ہوئی۔ بین الاقوامی سیاست میں آزادی کی مسلح تحریکوں کو دہشت گردی کے زمرے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ان حالات میں کشمیر کا مسئلہ کافی پیچیدہ ہوا اگرچہ پاکستانی راہنماؤں نے مختلف محاذوں پر واضح الفاظ میں دہشت گردی اور آزادی کی تحریکوں میں فرق واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس کے باوجود بین الاقوامی برادری اپنی سوچ تبدیل کرنے پر راضی نہ ہوئی۔ ان بدلتے ہوئے حالات کے پیشِ نظر پاکستان کو بھی کشمیر پالیسی پر نظر ثانی کرنا پڑی۔ اگرچہ پاکستان اب بھی کشمیر پر اپنا اصولی موّقف (یعنی کشمیر کا فیصلہ وہاں کے عوام کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیے) اپنائے ہوئے ہے تاہم اُس کا طریقہ کار اب تبدیل ہوگیا ہے۔ پاکستان کی اب کوشش ہے کہ کشمیر کی تمام مسلح جہادی تنظیمیں بات چیت کے ذریعے کشمیر کے مسئلے کے حل میں شامل ہوں اور کشمیر کا مسئلہ بات چیت کے ذریعے حل ہو۔

بدلتے ہوئے حالات میں پاکستان کی مدبرانہ پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان کو کافی استحکام حاصل ہوا۔ امریکہ نے پاکستان کو غیر نیٹو دوست ملک کا درجہ دے رکھا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ پاکستان پر ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے جتنی پابندیاں لگائی گئی تھیں سب اٹھالی گئیں۔ اربوں ڈالر کی نہ صرف معاشی امداد دی گئی بلکہ امریکہ کی طرف سے فوجی اسلحہ بھی فراہم کرنے کا اعلان ہوا۔ امریکہ کی دیکھا دیکھی دوسرے ترقی یافتہ ممالک نے بھی پاکستان کے ساتھ تعلقات بڑھائے، نہ صرف معاشی مدد فراہم کی گئی بلکہ پاکستان میں سرمایہ کاری بھی کی گئی۔ حکومت کی مثبت خارجہ اور معاشی پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان کی معاشی حالت بہت مستحکم ہوئی۔

موجودہ دور میں پاکستان بین الاقوامی سیاست میں بہت اہم اور مثبت کردار ادا کر رہا ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اگر پاکستان کی خارجہ اور اندرونی پالیسیوں میں تواتر رہا تو انشاء اللہ پاکستان جلد دُنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو جائے گا۔

مشق

1. ذیل میں ہر سوال کے چار متبادل جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب کا انتخاب کیجیے:۔

i۔ پاکستان اور چین کے درمیان سرحدی تنازعہ پیدا ہوا تھا۔
(1950ء میں، 1963ء میں، 1965ء میں، 1971ء میں)

ii۔ علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم قائم کی گئی۔
(1960ء میں، 1964ء میں، 1980ء میں، 1984ء میں)

iii۔ علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم کا نام تبدیل کیا گیا۔
(1962ء میں، 1964ء میں، 1975ء میں، 1984ء میں)

iv۔ پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے۔
(1990ء میں، 1997ء میں، 1998ء میں، 1999ء میں)

v. پاکستان اور بھارت کے درمیان سندھ طاس معاہدہ طے پایا۔
(1950ء میں، 1960ء میں، 1964ء میں، 1971ء میں)

vi. قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کرنے والا ملک تھا۔
(افغانستان، ایران، چین، سعودی عرب)

2. خالی جگہوں کو موزوں الفاظ سے پُر کریں۔

۱۔ علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم کا نام ________ میں اقتصادی تعاون کی تنظیم کر دیا گیا۔

۲۔ 1971ء میں بھارت نے مشرقی پاکستان میں ________ کی مدد کی۔

۳۔ ستمبر 2001ء میں امریکہ پر ________ حملے ہوئے۔

۴۔ پاکستان کو سب سے پہلے ________ نے تسلیم کیا۔

۵۔ امریکہ نے پاکستان کو ________ دوست ملک کا درجہ دے رکھا ہے۔

3. مندرجہ ذیل میں سے صحیح اور غلط جواب الگ الگ کر کے لکھیے۔

۱۔ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات ابتدا ہی سے خوشگوار رہے۔

۲۔ ایران واحد ملک ہے جس نے اقوام متحدہ میں پاکستان کی رُکنیت کی مخالفت کی۔

۳۔ پاکستان نے ہمیشہ نسلی امتیاز کے خلاف آواز اٹھائی۔

۴۔ پاکستان نے 1998ء میں ایٹمی دھماکے کیے۔

۵۔ پاکستان نے طالبان حکومت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

4. کالم "الف" میں دیے گئے واقعات کا تعلق کالم "ب" میں دیے گئے سالوں سے جوڑیں۔

کالم "الف"	کالم "ب"
قیامِ پاکستان	1964ء
پاک چین سرحدی تنازعہ	1960ء
سندھ طاس معاہدہ	1950ء
علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم	1947ء
پاکستان کے ایٹمی دھماکے	1979ء
ڈی-ایٹ تنظیم کا قیام	1998ء
ایران میں اسلامی انقلاب	1997ء

5. مختصر جواب دیجیے۔

۱۔ خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟

۲۔ خارجہ پالیسی کے پانچ بنیادی اصول لکھیے۔

۳۔ انتظامی تکون سے کیا مُراد ہے؟

۴۔ علاقائی تعاون برائے ترقی

۵۔ وزارت خارجہ کے فرائض

۶۔ خارجہ پالیسی میں سیاسی جماعتوں و پریشر گروپ کا کردار

۷۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں پر مختصر نوٹ لکھیں۔

۸۔ قومی سلامتی سے کیا مُراد ہے؟

6. خارجہ پالیسی سے کیا مُراد ہے؟ پاکستان کی خارجہ پالیسی کی تشکیل کے ذرائع پر نوٹ لکھیں۔

7. پاکستان کی خارجہ پالیسی کے مقاصد پر جامع نوٹ لکھیں۔

8. پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کا ارتقا بیان کیجیے۔

9. درج ذیل ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کو واضح کیجیے۔

(ا) افغانستان (ب) ایران (ج) سعودی عرب

10. کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کی خارجہ پالیسی کیوں دباؤ کا شکار رہی؟